اوم

هشدار که روزگار شور انگیز است — ایمن منشین که تیغ دوران تیز است
در کام تو گر زمانه لوزینه نهد — زنهار فرو مبر که زهر آمیز است

اِفتتاحی تقریر

جلسۂ عام کایستھ برادری

حیدرآباد دکن

۲۲ مہ دے ۱۳۴۶ف مطابق ۲۶ مہ نومبر ۱۹۳۶ء

ست گرو پرشاد
وکیل ہائیکورٹ

بنامِ اُو کہ اُو نامے ندارد

حضرات! زندگی دراصل ایک حرکت مسلسل ہے اور موت سکون غیر متناہی۔ شرط بقا ایک غیر مختتم تبدیلی ہے اور جمود غیر معین مترادف فنا۔ چنانچہ وہی اقوام زندہ ہیں جن میں احساس حرکت و جوشِ عمل ہے اور وہی زندہ رہ سکتی ہیں جو بدلتی ہوئی دنیا کے بود و باش کا رُخ پہچانتی اور خود کو ہر آنیوالی تبدیلی کے متوافق بنالیتی ہیں۔

ہو سکتا ہے کہ کسی قوم کی افرادی تعداد کثیر اُس کا جغرافی پھیلاؤ وسیع اور اُس کا ماضی درخشاں ہو لیکن یہ اُمور اس قدر اہم نہیں جتنی اُس کی موجودہ کیفیت اور عام رجحان کی خصوصیت ضروری ہے۔ حقیقت پوچھئے تو جامد کثرت سے متحرک قلت کہیں زیادہ بہتر ہے بلکہ بعض صورتوں میں تو افکار رفتہ بہتات قوم کیلئے وبال جان ہو جاتی ہے وہ کسی قدیم پر اقبال خاندان کی جائداد کے باقیات کی طرح ہے جس کو اُس کی جز رسی اولاد سنبھالے نہیں سنبھال سکتی یا کسی پست خاندان کی کثیر اولاد جو والدین کیلئے بارگراں ہو جاتی ہے اسی طرح کسی قوم کی گزشتہ تاریخ خواہ کتنی ہی زریں اور روشن ہو اُس کی موجودہ ضرورتوں کیلئے افسانۂ پارینہ یا یاد رفتہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ عہد ماضی کے ایسے افسانے جن کی صحت میں کلام نہیں بجائے قوم کے دل کو اُبھارنے کے اُسے کاہل سُست اور مغرور بنا دیتے ہیں اور وہ کمزور ہوتے ہوئے بھی طاقتور آندھیوں کو خطرناک طور پر خاطر میں نہیں لاتا۔ اُنہیں نظر انداز کرنے کی کوشش کرتا اور اپنے زعم میں ہیچ

سمجھتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسے بلند درخت کی طرح جس کی جڑیں کھوکھلی ہو گئی ہوں ہوا کے معمولی جھونکے کی بھی تاب نہیں لا سکتا۔

ہندوستان میں کایستھوں کی تعداد خواہ کتنی ہی ہو اُن کی انفرادی خصوصیات خواہ کیسی ہی ہوں لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان کی موجودہ حالت نسبتاً پست اور مایوس کُن ہے۔ اُن کا ماضی یقیناً قابلِ رشک ہے مگر حال قابلِ رحم اور مستقبل اس سے بھی زیادہ پریشان کُن ہے۔ کون نہیں جانتا کہ ملک کی ایک متمدن اور تعلیم یافتہ جماعت کہلاتے ہوئے بھی اُس کی سماج میں اَن گنت خرابیاں ہیں۔ افلاس کا گھن اُسے اندر ہی اندر کھا رہا ہے اور مذموم رسوم کی بہتات اُس کا خون چوس رہی ہے۔ صنعتی رجحان کی کمی اور معاشی پستی سے گھبرا کر اُس کا نوجوان تعلیم یافتہ طبقہ چھوٹی بڑی ملازمتوں میں اُلجھ رہا ہے اور تباہ ہو رہا ہے۔ قدیم خاندان بار وضعداری سے دبے جا رہے ہیں اور اولاد والدین کے کئے کو بھگت رہی ہے۔

یوں تو اس حقیقت سے آپ واقف ہیں کہ مملکت حیدرآباد کے کایستھوں کی عام حالت بیرون ملک برادری سے کہیں زیادہ بہتر ہے اس لئے کہ تاریخ قیامِ سلطنتِ ابد مدت سے وہ شاہانِ آصفیہ کے خاص مراحم و عنایات کے حامل رہے ہیں۔ خاندانِ آصف جاہی کے روشن دماغ اور دُور رس سلاطین نے اُن کی قابلیت کے جوہروں کو پرکھا اُن کی روایتی جاں نثاری کو پہچانا اور اُن کی ملکی خدمات کی قدر کی انہیں جاگیر و مناصب سے سرفراز اور خدماتِ جلیلہ سے سربلند کیا۔ چنانچہ جشنِ سیمین کے مبارک موقعہ پر حضرت بندگانعالی نے طبقہ کایستھ کے متعلق جو ارشاد فرمایا ہے وہ اس طبقہ کیلئے باعثِ صد فخر ہے۔

آج بھی حیدرآباد کی کایستھ برادری اِن عنایاتِ بیش قدر سے متمتع ہو رہی ہے۔ اِس کے علاوہ جہاں تک میرے معلومات شاہد ہیں یہاں کی برادری میں بعض مذموم رسوم کا ابتدا سے ہی فقدان ہے اور اگر ہیں بھی تو محض رسمی اور غیر اہم چنانچہ شاید انہی وجوہات کے اثرات کے طور پر حدود سرکارِ عالی کی کایستھ برادری اس معاشی پستی سے بچی ہوئی ہے۔ جو برطانوی ہند اور دیگر علاقوں میں نظر آتی ہے لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس بدلتے ہوئے زمانہ میں جو حالت قوم کی ہے وہ یقیناً ناقابل اطمینان ہے۔ حالانکہ گزشتہ پچاس سال سے اربابِ قوم نے اسی استحکام کی جانب مختلف صورتوں میں سنجیدگی سے توجہ کی اور ان کی کوشش ایک حد تک بار آور بھی ہوئی لیکن ابھی بہت کچھ ہونا ہے۔ اِن کوششوں کے نتائج کے طور پر بلدہ حیدرآباد اور اُس کے اہم صوبہ جات اورنگ آباد و نظام آباد وغیرہ میں قومی انجمنیں قائم ہوئیں جن میں بہت سی تو امتداد زمانہ کی تاب نہ لا سکیں چند اپنے باقیات چھوڑ گئیں کچھ نیم زندہ اور نیم مردہ حالات میں کشمکش کر رہی ہیں اور دو چار صحیح معنوں میں زندہ ہیں اور کام کر رہی ہیں چنانچہ ان سے قوم کی بہت سی توقعات وابستہ ہیں۔ مثلاً اگر میں غلطی نہیں کرتا تو آج سے تقریباً ۱۸ - ۱۹ سال قبل کایستھ سبھا حیدرآباد نے جو مشن اختیار کیا تھا اور جن معینہ اُصولوں کے تحت اپنا پروگرام مرتب کیا تھا مشکل سے ۵ - ۶ سال کی زندگی اور ایک دو سال کے وقفہ نزع کے بعد باہمی مناقشات اور ذاتی جھگڑوں کا شکار بنا گیا حتی کہ سبھا مذکور اب مرحوم و مغفور ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کس لئے معرض وجود میں آئی تھی اور اب کہاں ہے اُس کا دفتر کن رہنماؤں کے قبضہ تصرف میں ہے اور اُس کا ریکارڈ کن امین ہاتھوں میں ہے

یہی حالت دیگر ذیلی سبھاؤں اور انجمنوں کی ہوئی
لیکن وہ جو اس کشمکش حیات میں ثابت و سلم رہ سکیں اب بھی
اپنی مقدور بھر کر رہی ہیں اور کرینگی مثال کے طور پر **ینگ مین**
کایستھ یونین کو لیجئے - آج سے دس سال پیشتر اس یونین نے
خدمتِ قوم کا جو بیڑا اٹھایا تھا وہ اب بھی اُس مقام پر نظر آتی ہے
اور اب وہ زیادہ مستحکم بنیادوں پر قائم ہے اُس کا **مطالعہ**
کتب خانہ اور دار المطالعہ ہے نیز قوم کی ضرورتوں
کے مطابق ایک مدرسہ **کنیا پاٹ شالہ** اور **انجمن نونہالان** ہے
شاید وہ اسی لئے بھی قابلِ مبارکباد ہے کہ بین فرقتی شادیوں کے
کامیاب پروپگنڈے میں اُس کا زبردست حصہ رہا ہے نیز **کایستھ**
ایسوسی ایشن اور دیگر انجمنوں کی قومی خدمات بھی گرانقدر ہیں -
لیکن پھر بھی آپ محسوس کرتے ہی ہوں گے کہ موجودہ ضرورتوں کے
مدنظر ایسی انجمنیں خواہ وہ کیسی ہی پرجوش اور زندہ ہوں -
دائرہ عمل کے لحاظ سے محدود رہنے پر مجبور ہیں لہذا ضرورت ہے کہ
ملک کی کایستھ برادری کیلئے ایک مشترکہ پلیٹ فارم پیدا کیا جائے
جہاں سے وہ اپنی داخلی سماجی اور سوشیل خرابیوں پر خاطر خواہ
غور کر سکے اور شاید اسی مقصد کیلئے آج آپ یہاں جمع ہوئے ہیں
اپنی موجودہ کیفیت کے صحیح اندازے اور صحیح جانچ کیلئے دیگر
ممالک کی برادری کا اشتراکِ عمل اور اتحاد از بس ضروری ہے اور شاید
اس کے بغیر ہمیں اپنی حقیقی حالت کا مشکل ہی پتہ ہو سکے - چنانچہ اصحاب
برادری کا یہ خیال کہ اس سال سوشیل اصلاحات کے خاطر خواہ حل کیلئے
بیرون ملک کے قومی نمایندوں کو اپنے وطن مدعو کریں ہر لحاظ سے
قابلِ مبارکباد اور نیک ہے -

اس خوش آیند تجویز کی اہمیت اس وقت اور بھی شدید ہو جاتی ہے

جب ہم دیکھتے ہیں کہ برادری کی کئی ضرورتوں کیلئے ایسا اجتماع ہر لحاظ سے صحت بخش ہوگا۔

افسوس کہ مملکتِ حیدرآباد میں کایستھوں کی ایک قابلِ شمار تعداد ہونے پر بھی کسی پراونشیل کانفرنس کا انعقاد بھی نہ ہو سکا۔ چنانچہ ایسے کسی ذمہ دار ادارے کی عدم موجودگی میں پراونشیل سبھا یا پراونشیل سوشیل لیگ کا تصور بھی قائم نہ ہو سکا نیز چونکہ کوئی سوسائٹی برادری کی تعلیمی اور حرفتی ضرورتوں کے تحفظ و ارتقاع کی ذمہ دار نہ تھی اس لئے قوم کا کوئی بھی تعلیمی نظام قائم نہ ہو سکا۔ اسی طرح قوم کی جائدادوں مناصب اور جاگیروں کے تحفظ اس کو بیجا اسراف سے بچانے اور اس کی عام حیثیت کو معیاری بنانے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی اس میں شک نہیں کہ گذشتہ چند سال سے قوم نے بین فرقئی شادیوں کی جانب ایک نیک اور اہم قدم اُٹھایا ہے اور گو یہ میلان اب زیادہ سرعت سے بڑھتا ہوا نظر آرہا ہے تاہم مختلف فرقوں کے رسومات میں چونکہ ہم آہنگی نہیں اس لئے ہر شادی میں سخت مشکلات اور پریشان کن دقتوں کا پیش آنا ضروری ہے بنابراں اب ضرورت ہے کہ ایک مشترکہ دستور العمل شادی مرتب کیا جائے۔

علاوہ ازیں ہندو دھرم شاستر کی بعض غلط تاویلوں کی وجہ سے کایستھوں کی حیثیت چند سال سے ہندو سماج میں غیر متعین ہوتی جارہی ہے کیا اچھا ہوتا کہ اربابِ قوم مشترکہ طور پر اس بارہ میں اپنی آواز بلند کرتے اور اپنی صحیح حیثیت کو قانون سے روشناس کراتے۔

تعلیمِ نسواں کا مسئلہ برادری کا ایک اہم مسئلہ بنا ہوا ہے

موجودہ دور کی خصوصیات کا لحاظ کرتے قوم کی عورتوں میں تعلیم کی نسبت نہایت مایوس کن ہے۔ نیز کسی ایسے موزوں ادارے کے فقدان میں جو کایستھ مستورات کی تعلیم و تربیت کی خاطر خواہ نگرانی کر سکے یہ مشکل

آسان ہوتی نظر نہیں آتی۔

موجودہ تعلیم کے دیگر مضر اثرات سے قطع نظر ایک اہم خرابی یہ بھی ہے کہ نئی پود کے ذہن سے کایستھوں کی روایات اُن کے تمدن کی خصوصیات اور ان کی مخصوص تہذیب کے تاثرات محو ہوتے جا رہے ہیں اور وہ نئی تعلیم کی دُھن میں اپنی اُن روایتی خصوصیت کو جو انہیں ہندو سماج میں ایک خاص حیثیت و وقعت کا امتیاز عطا کرتی ہیں نظر انداز کر رہے ہیں چنانچہ اگر اس جانب ارباب قوم توجہ کریں تو کایستھ کانفرنس کے اس سال کے میقات میں ایک اہم ذمہ داری سے سبکدوش ہو سکتے ہیں

اِن کے علاوہ کایستھ کانفرنس کو بلدۂ حیدرآباد میں مدعو کرکے برادری ایسے دیگر مسائل سے روشناس ہو سکتی ہے جو فی الوقت اس کے ذہن میں نہیں ہیں۔

مجھے اُمید ہے کہ اس مبارک دورِ عثمانی میں جب ملک کا ہر فرقہ اپنے بادشاہ ذیجاہ کے سایۂ عاطفت میں میدان ترقی میں گامزن ہے۔ اہل برادری اس مبارک موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دینگے اور اپنے اشتراک عمل سے ثابت کر دینگے کہ حیدرآباد کی برادری ہمت و ارادے میں کسی اور صوبے کی برادری سے پست نہیں اور ہمیں توقع ہے کہ آپ اصحاب کی پُرخلوص کوششیں آئندہ سال کایستھ کانفرنس کو بلدۂ حیدرآباد فرخندہ بنیاد میں کامیاب دیکھیں گی۔ فقط

ست گرو پرشاد
وکیل ہائیکورٹ